عیش

تخلص ہی منشی فدا علی عرف اچھے صاحب
کا خلف الرشید ہین شیخ منور علی صاحب
مرحوم کے اور نواسے ہین محمد علیخان صاحب
مغفور عرف شیخ فقیرا صاحب مرحوم کے
رئیس لکھنؤ اور شیوخ اعظم لکھنؤ سے ہین
مولد اور مسکن انکا اور انکے بزرگون کا ہمیشہ
در شہر فیض بہر لکھنؤ ہی صاحب دیوان ہین
شاگرد رشید ہین میر عرش صاحب کے

واسوخت عیش

آگے یہ وضع نہ تھی آگے یہ انداز نہ تھا
یہ نزاکت یہ خود آرائی نہ تھی ناز نہ تھا
شوخ و عیار نہ تھا مفسدہ پرداز نہ تھا
جز مرے کوئی ترا مونس و ہمراز نہ تھا
فکر آرائش تن آٹھ پہر تھی نہ تجھے
عاشقی کہتے ہین کسکو یہ خبر تھی نہ تجھے

اب تو کچھ نام خدا ہین ترے انداز عجیب
نکلے ہم غیر کے سوئی ہوی جاگے ہین نصیب
دور ہر وقت جو رہتے تھے وہ رہتی ہین قریب
کیا اسی دن کے لیے تجھکو بنایا تھا حبیب
کچھ غرض تجھکو نہ پہلے تھی دل آزاری سے
وضع سادی تھی نہ آگہ تھا طرحداری سے

دھانی اک دن نہ رنگا جاتا تھا کمرا آگے
رشک رنگت دیوارین تھیں اس سے پہلے
کب پڑے رہتے تھے ہر وقت گلابی پردے
شیشہ آلات نہ تھا اور نہ یہ گلدستے
جا در اس طرح نہ پھولون مین بسی رہتی تھی
منج پھندون سے مسہری نہ کسی رہتی تھی

شکل حیرت نظر آتی تھی کب آئینون سے
شوق تھا اے گل تر کب تجھے گل بوٹون سے
کب مکان آگے سجا رہتا تھا چھت پردون سے
کب بسے رہتے تھے گل تکیے ترے پھولون سے

سیر گلشن کو سواری جو کبھی جاتی تھی
آنکھ نرگس سے لڑانے مین حیا آتی تھی

اس طرح ماتھے پہ افشان کبھی آگو تھی چنی
گال مین آگے گلوری نہ دبی رہتی تھی
کب جمی رہتی تھی ہونٹھون پہ دھڑی مسّی کی
پیستی تھی دل عاشق کو بھلا کب مہندی

نرگسی چشم مین کاجل کبھی آگے تو نہ تھا
تیغ ابرو مین یہ کس بل کبھی آگے تو نہ تھا

سیلے پھولون مین نہ بن ٹھن کے کبھی جاتا تھا
زیب آغوش ہر اک وقت تکیہ پاتا تھا
یاد ایام کہ تو وصل سے شرماتا تھا
پہلے یہ ناز و کرشمہ نہ تجھے آتا تھا

جانب سیر طبیعت نہ لڑی رہتی تھی
در دولت پہ سواری نہ کھڑی رہتی تھی

سرمہ اس طرح سے منظور نظر کس دن تھا
شوق زیور تجھے اے رشک قمر کس دن تھا
آئینہ پیش نظر آٹھ پہر کس دن تھا
مست آنکھون مین یہ جادو کا اثر کس دن تھا

ناز سے صحن مین اس طرح خرامان کب تھا
عطر پوشاک مین اے فتنۂ دوران کب تھا

پیچ کھونام سے انگیا کے کبھی محرم سے تھے
پائچے ہاتھون مین لیکر کبھی یون تم چلے
اونچی چوٹی کبھی گندھتی تھی بتاؤ آگے
اب تو انداز نیا سیکھے بقول سفلے

زلف دکھلا کے جسے چاہا اوسے مار چلے
چال وہ سیکھے کہ جس چال پہ تلوار چلے

چشم بد دور نہ تھا آنکھون مین پہلے کاجل
درد سر مین نہ لگایا کبھی تو نے صندل
زلف ناگن کی طرح کاہیکو کھاتی تھی بل
سر پہ ڈالا تھا اولٹ کر کبھی تو نے آنچل

کب حنا زیر قدم دلکو مرے ملتی تھی
پہلے اس طرح سے فرفر نہ زبان چلتی تھی

۱۱۰

نیم کا ناک مین ٹیکا تھا ہمیشہ آگے
دلبری کے نہ یہ سامان تھے مہیا آگے
جوڑا ابھاری کبھی اس طرح نہ بہنا آگے
تھا نہ یون ہونٹھو نپہ اعجاز مسیحا آگے

پیش ازین قتل نہ عشاق جہان ہوتے تھے
خون ہر دم ترے کوچے مین کہان ہوتے تھے

۱۱۱

وہ بھی دن یاد ہین ای سیم بدن مہر لقا
ہاے کس ناز سے اوسوقت یہ تو کہتا تھا
دست گستاخ نے جب وصل کا کچھ قصد کیا
بس الگ دور رہو شا تمہین آئین دغا

اب وہی ہم ہین کہ ہر وقت ہی پروا ہمسے
واہ جی خوب محبت کو نباہا ہم سے

۱۱۲

پان دکھلا کے ہمین غیر کو دیتا ہی تو
فرق آتا نہین الفت مین کسیدن سر مو
خون ہم تھوکتے ہین آنکھو نمین آتا ہی لہو
طرح اغیار کی ہوتی ہی ہمارے برو

پہلو غیر مین بیٹھا تجھے ہر دم دیکھین
کیا قیامت ہے کہ یہ ظلم و ستم ہم دیکھین

۱۱۳

نہین بہتر ہین یہ کردار کہے دیتے ہین
اس مین چل جائیگی تلوار کہے دیتے ہین
رنج دیتے ہین یہ اطوار کہے دیتے ہین
خون ہو جائینگے دو چار کہے دیتے ہین

دیکھ لینا جو دکھائے گا تپاک آخر کو
گلشن حسن مین اوڑ جائیگی خاک آخر کو

۱۱۴

سچ تو یہ بات ہے معشوق بنایا ہمنے
ناز و انداز زمانے کا سکھایا ہمنے
جو نہ بتلانا تھا افسوس بتایا ہمنے
کچھ ثمر اپنی ریاضت کا نہ پایا ہمنے

ناز و انداز نیا تجھکو جو ہاتھ آیا ہے
میری پاپوش کے صدقے یہ سب پایا ہے

عبث

۱۵

میری چاہت سے جو تم نے نہیں ہو تو مشہور — تم نے سکھلا دیے معشوق کو سارے دستور

بنگیا حسن ہیں تو رشک پری غیرت حور — کچھ شکایت نہیں بیشبہ ہمارا ہی قصور

سچ دیتا ہے مآل ایسی ملاقاتون کا

دیکھو اچھا نہیں انجام بری باتون کا

۱۶

یہ نہ سمجھو کہ محبت کا بھی ہے ہی مدار — اجی لاحول ولا آپ سے دیکھے ہیں ہزار

ہاتھ آتا نہیں معشوقون کا ایسا دشوار — وضع کے پاس سے لیکن ہے یہ سارا انکار

لوگ شایق ہیں ابھی ہم سے گنہگارونکے

روز پیغام چلے آتے ہین دلدارون کے

۱۷

غیر سے رسم بڑھانیکا عبث ہی انکار — آج کل شہر کا قصہ ہے تعلق اغیار

مجکو ہر روز گذر جاتے ہین یہی دو چار — بندے سے یہ حال نہین آپکا مخفی زنہار

کیا کہین تمسے کہ ہر روز کہان جاتے ہو

خوب معلوم ہے چھپ چھپ کے جہان جاتے ہو

۱۸

خفیہ خط غیرونکے دن رات چلے آتے ہین — تمنے چھپ چھپکے جواب اونکے لکھے جاتے ہین

جسکو جی چاہتا ہے آپکا بلواتے ہین — جھوٹھ پھر آپ ہم سے سر کی قسم کھاتے ہین

جب یہ صورت ہو یقین بولیے کیونکر آئے

اب جو قرآن بھی اوٹھالو تو نہ باور آئے

۱۹

آپکو آتے ہین ہر روز رقیبونکے پیام — بس اجی ایسی ملاقات کا بندیکو سلام

خود غرض ہو تمھین خود غرضونسے فقط ہر روز ہی کام — تم نہیں جانتے دنیا مین وفا کسکا ہے نام

محفل دہر مین سر شمع صفت وہتے ہو

دل مین جل جاتے ہو جب نام مرا سنتے ہو

۲۰

ہمکو الفت نہیں منظور تو اچھا اچھا — شکر الحمد گنہگار رہی سے چھوٹا

بچ گیا ذلت و رسوائی سے ہی شکر خدا — داغ دلپر نہ رہا اس بت مہرو تیرا

اوس صنم کو تو خدا آپ کو موسے سمجھے
کف روشن کو یقین ہی ید بیضا سمجھے

۳۲

چھاتیان دیکھ کے اوس گل کی گئے ہین لٹ ہم
نرم و شفاف شکم دیکھ لے اوسکا تو اگر

نور سے پیدہ شجر حسن کے یہ دو ہین ثمر
پیٹ پکڑے ہوئے پھرتا پھرے اندر باہر

عرق شرم و خجالت مین بھگو دے تجھکو
ناف گرداب تحیر مین ڈبو دے تجھکو

۳۳

قبۂ نور سرین اوسکے ہین ای صل علی
وہم یا تار نظر یا رگ گل یا عنقا

کمر یار کا کچھ حال نہین ہے کھلتا
ہے مخل شرم کا اندام نہانی کی ثنا

اور کیا اسکے سوا کیجیے مدحت اوسکی
دو ہلال ایک جگہ دیکھیے قدرت اوسکی

۳۴

نرم رانین بہت مہرو کی اگر تو دیکھے
منہ ہے کیا آئینہ کا اوسکے جو سر نگون ہو

رشک سے ایک بھی پہلو نہ قرار آوے تجھے
پنڈلیان دیکھ لے تو صورت ماہی تڑپے

پانون چومے کف پا دیکھ کے اوسکے رو دے
ناخن غم ترے چہرے کی یہ رونق کھو دے

۳۵

الغرض حسن مین بے مثل ہے وہ تازہ جوان
چاہتا ہے مجھے دل سے وہ مرا سرو رواں

نازک ایسا کہ جسے بوئے گل بھی ہے گران
آدمی روز خبر کے لیے آتا ہے یہان

شمع رخسار کا اوس گل کے مین پروانہ ہون
وہ پری زاد اگر ہے تو مین دیوانہ ہون

۳۶

مین کسی روز اگر اوسکے مکان پر نگیا
پوچھتا ہے کہ سبب کیا تھا نہ آنیکا بھلا

آپ گھبرا کے چلا آتا ہے وہ مہر لقا
خیر ہے کیسی طبیعت تھی نصیب اعدا

کیا کہون آج جو کچھ صدمۂ فرقت دیکھا
شکر اللہ کہ تمہین آکے سلامت دیکھا

٣٧

اوسکے تلوونکے برابر نہ ترا منہ ہو کبھو — سامنے آکے شب تار ہین گر وہ ہو لے
چاندنی عکس سے رخسار کی چھٹکے ہر سو — پہلے ہو جاے بہت دیکھ کے پھر لوے لو

تام دنیا سے شب تار کا ناپید ہوا
پھر عیان معجزۂ رجعت خورشید ہوا

٣٨

وصل محبوب سے پاتا ہے مرا دل آرام — بھولکر بھی نہین ہوتے کبھی رنجش کے کلام
تنگ آغوش مین لیتا ہون تو بانازتمام — سسکیان بھر کے یہ کہتا ہے وہ نازک اندام

مجکو تکلیف ہو خوش اپنا دل زار کرو
واہ صاحب مجھے اس طرح نہ تم پیار کرو

٣٩

یار تو فضل الٰہی سے ملا رتبہ شناس — اوس سے ملتا ہے شب وصل مجھے لطف سپاس
دور رہتے ہین مرے پاس سے اسباب ہراس — روز گلچھرے اوڑا کرتے ہین اپنے وسواس

اپنے پہلو سے نہین اوسکو جدا کرتا ہون
لب بلب شام سے تا صبح رہا کرتا ہون

٤٠

اب تری طرح سے ہم ناز بتائینگے اوسے — دلربائی کے سب انداز سکھائینگے اوسے
تو بھی حیران ہو وہ معشوق بنائینگے اوسے — تجکو پہلو سے اوٹھائینگے بٹھائینگے اوسے

شعلۂ حسن پری آگ لگا دے تجکو
تو سہی باتون مین ہنس ہنس کے رولادے تجکو

٤١

سامنے تیرے بٹھا کر مین اوسے پیار کرون — تجھکو دکھلا کے اوسے تنگ مین آغوش مین لون
روبرو تیرے مزے وصل کے سارے لوٹون — وہ لڑے تجھسے مرے سامنے اور مین خوش ہون

گالیان دے لب شیرین سے تجھے مین دیکھون
مارے اپنے کف رنگین سے تجھے مین دیکھون

٤٢

گر بیان تجھسے کرے خوب وہ رشک مہتاب — سینہ مین آتش غیرت سے ترا دل ہو کباب
سامنے اوسکے تجھے آتے ہوے آئے حجاب — شیب سے بڑھکے نظر آئے ترا حسن شباب

طالب موت ہو تو زیست سے نفرت ہو جای
اب جو صورت ہے مری یہ تری صورت ہو جا

٤٣
ایکدن چل کے ذرا دیکھہ تو آؤ اوسکو
اوسکی تم بات سنو اپنی سناؤ اوسکو
گھر مین دعوت کرو مہمان بلاؤ اوسکو
پیار سے جا کے گلے اپنے لگاؤ اوسکو

دیکھو تو کیسی ہین مرغوب ادائین اوسکی
میری خاطر سے ذرا لے لو بلائین اوسکی

٤٤
سامنے میرے وہ دشنام سنائے تجھکو
شمع کی طرح سے محفل مین جلائے تجھکو
بغلین جھانکے نہ کوئی بات بن آئے تجھکو
پاس سے اپنے بہت دور بٹھائے تجھکو

آرزو مند رہے تو نہ کبھی بات کرے
اوسکی پاپوش بھی تجھسے نہ ملاقات کرے

٤٥
مجھسے رہتا ہے ہم آغوش مرا ماہ عذار
مے گلرنگ سے رہتا ہون ہمیشہ سرشار
بام پر خوب شب ماہ مین بیٹھا ہے ستار
گلشن حسن کی مین لوٹتا ہون خوب بہار

دین و دنیا کا ہے سب ہیچ فراموش مجھے
چاہتا ہے وہ پریزاد دم و ہوش مجھے

٤٦
ہاتھہ سے اپنے عطا کرتا ہے وہ جام شراب
آتش رشک سے دل غیر کا ہوتا ہے کباب
قسمین دیدے کے پلاتا ہے مجھے بادۂ ناب
تا سحر شام سے رہتا ہون وصل سے ہم خواب

وصل رہتا ہے شب و روز مہیا اوسکا
وہ مرے نام کا عاشق ہے مین شیدا اوسکا

٤٧
پہلے تو سنکے وہ رونے لگا میری گفتار
کون ہے میرے سوا اور تمہارا دلدار
پھر لگا کہنے محبت سے بصد لطف عذار
ایڑی چوٹی پہ اوتارون دل و جان سو بار

غصہ تا چند ہمین اپنے قرین آنے دو
آؤ لپٹاؤ بس اب دور کرو جانے دو

۹۳ کہنے سننے نے کیا یارون کے مجکو مجبور
یاد رکھو یہ ورانداز و تمنا سادا ہے فتور
سمجھا مجکو بدل تمسے ہے الفت منظور
منفعل آپ ہوں ہین عفو کرو میرا قصور

چلو درگاہ ابھی چل کے قسم کھاؤن مین
ہاتھ رکھو الو علم پر جو کہیں جاؤن مین

۹۴ صاف ہو جاؤ اجی تمکو مرے سر کی قسم
ہاتھ ہم جوڑتے ہین دور کرو رنج و الم
صورت شیر و شکر اب رہین گھل ملکے ہم
کر لی معشوق یہ کرتا نہین ہے جور و ستم

ہمکو بیٹھے جو گلے سے نہ لگا لے ہمکو
ہمکو ہے ہے کرے جو اب منا لے ہمکو

۹۵ عیش اس طرح جو کی یار نے مجسے گفتار
آگیا رحم نہ کی مینے زیادہ تکرار
شکل آئینہ ہوا صاف گیا دل سے غبار
اپنے ہی مین ہون وہی وہ ہے وہی بوس و کنار

خانۂ دل مین اوسی طرح سے آبادی ہے
غیر روتے ہین نصیبون کو مجھے شادی ہے

تمام ہوا

۲۲۷۰۴

عاشق

تخلص ہے مرزا محمد مرتضی صاحب عرف مچھو بیگ کا
خلف الرشید ہیں مرزا اچھو بیگ صاحب بانکی کے
اور خویش ہیں محمد مصطفے خان مرحوم صاحب
متخلص بمصطفائی کے شاگرد رشید ہیں مرزا اصغر علیخان
نسیم دہلوی مرحوم کے صاحب دیوان
ہیں طبیعت عاشقانہ رکھتے ہیں شاعر
خوش فکر ہیں یہ واسوخت جو درج مجموعہ
ہذا ہے انہیں کا تصنیف فرمایا ہوا ہے

واسوخت عاشق
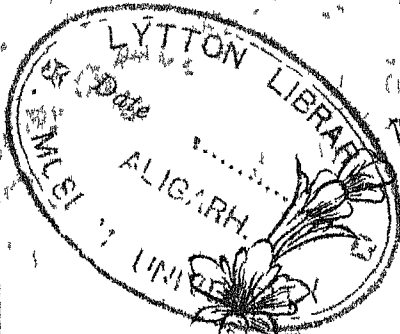
دوستو درد محبت کا بیان کرتی ہین
ہمدمو صدمۂ فرقت کا بیان کرتی ہین
بیوفاؤن کی عنایت کا بیان کرتی ہین
صاحبو اپنی مصیبت کا بیان کرتی ہین

رازِ الفت نہین عاشق سے چھپایا جاتا
ناک مین دم ہی بس اب غم نہین کھایا جاتا

کیا کرین جی مین ہی اب گھٹنی لگی جان حزین
رنج سہنے کی دل زار کو طاقت ہی نہین
اس کدورت سی صفائی کا نہین ہمکو یقین
ٹھیر بھی نہین اونسی تو بگڑ جای کہین

روز کے قصے بکھیڑی سی فراغت ہو جای
جان اس رنج سی چھٹ جای تو راحت ہو جای

روز کی کوفت و شامین ہمین لالچ کیا ہے
رنج سر پیچ کی کیون مول لین کچھ سودا ہی
ہان مگر ایک خیال اور بھی یہ آتا ہے
منہ پہ کہہ آیئی دو ٹوک جو کچھ کہنا ہے

وہ بگڑتی ہین تو خود چل کی بنائین اونکو
اک ذرا دیکھین تو جیسین پہ سنائین اونکو

عاشق

وہ بہی کیا دن تہی کہ ہر دم آپکا بازار تہا
زلف زنجیر تہی پر ایک گرفتار تہا
کوئی دیوانہ و وارفتۂ رفتار تہا
حسن یوسف تہا مگر کوئی خریدار تہا

اب جو یہ چاہنے والی ہین کہان تہی آگی
اب جو انداز نکالی ہین کہان تہی آگی

۵۵

کیا یونہین ہوتا تہا غمازی کی باتون کا یقین
یون ہین بگڑی ہوئی تیوری لیے ہین تہی وہین
ترش رو ایسی یونہین رہتی تہی تم چین جبین
اتنا بتلاؤ جو کہتے ہین یہ سچ ہی کہ نہین

منہ تہتہائی ہوئی کیا یونہین سدا رہتی تہی
اجی ناخوش نہو کیا یونہین خفا رہتی تہی

۵۶

غیر آوازی یونہین راہ مین کستی تہی کہو
آتش رشک سی کیا یونہین جہلستی تہی کہو
ہم سدا دیکہنی کو یونہین ترستی تہی کہو
کیا اسی طرح سی انگاری برستی تہی کہو

یہ چلن کب تہا یہ تہی چال تمہاری کس دن
چاہنے والی تہی یون جان سی عاری کس دن

۵۷

یونہین میلا سا لگا رہتا تہا دروازی پہ
یہی انداز تہی کیا یونہین کہلا رہتا تہا در
یونہین چلمن مین پڑی رہتی تہی تم آٹہ پہر
باتین کر آتی تہی غیر سی یونہین چہپ چہپ کر

ہماری ہی کہانی کا ہی طرز ہر اک بات مین تہا
لطف صحبت یونہین ہر روز ملاقات مین تہا

۵۸

وعدہ ہی ہوتی تہی یونہین رات کا دن ہوتی ہی شام
کان مین بجتی تہی کسی شب یہ ہین پیغام سلام
آنکہ مین آنکہ یونہین ڈال کی کرتی تہی کلام
خوش رہو جیسی ہو بس خوب ہے اس سی کیا کام

ٹہنڈی ہی فقری یونہین ہوتی تہی بڑی گرمی سے
پیچی باتین یونہین کرتی تہی ہٹ دہرمی سے

۵۹

زہر لگتی تہین یونہین کہتی ہماری باتین
آگ کا ہی کو تہین اس ڈہب کی تمہاری باتین
رنجش آمیز یونہین ہوتی تہین ساری باتین
ابتو ہین ہم سی سوا سخت ہین ہماری باتین

اوکہڑی اوکہڑی یوہین ہنتی تہی مری صحبت سہی
کیا اسی شکل پہ نفرت تہی مری صورت سہی

منہ سہی بولو تمہین اپنی نہین آنکہون کی قسم — کیا یوہین چین بجبین رہتی تہی ہنسی ہردم
دونون ابرو تہی اسی طرح سہی غصّے مین بہم — یوہین برعکسیون ہی کرلی تہی تم نا کمین دم

کیا یوہین طور تہی بطور سیہ تیور سے
دلمین کچہ اپنی کرو غور سیہ تیور سے

اب جو ہین تازہ خریدار بتاؤ کب تہی — اب جو ہین یار وفادار بتاؤ کب تہی
اب جو یہ یار ہین عیار بتاؤ کب تہی — اب جو بد وضع ہین دوچار بتاؤ کب تہی

دلمین شرماؤ سمجہ بوجہ کے بیداد کرو
خود فراموش نہو اپنے وہ دن یاد کرو

غیر کے سامنے آتی ہوی شرماتی تہے — اپنی سائے سے جہجکتی تہی ڈری جاتی تہے
ہیچ کی بات جو سنتی تہی تو بل کہاتی تہے — نام پوچہا بہی کسی نے تو نہ بتلاتی تہے

روبرو بات نکرتے تہے کبہی وہ دن تہے
باہر آتی ہوئے ڈرتے تہی کبہی وہ دن تہے

وضع سادی تہی وہ گو آفت جان تہا جوبن — برق رفتار قیامت تہی مگر الہڑپن
آنکہ قتال جہان تہی نہ کہ اسپے رہزن — آگی کاہی کو تہی یہ چال چلن یہ چتون

بیوفائی کبہی نہ مطلب وفادار سے
دل لہی ہی نہ غرض تہی نہ دل آزاری سے

شان خالق کی ہی سامان کبہی ایسی تہے — اب جو عیار ہین نادان کبہی ایسی تہے
جانتی کچہ نہ تہی انجان کبہی ایسے تہے — تم بہی کہتی ہین مری جان کبہی ایسی تہے

ہان مگر دیکہ کے کہتے تہے یہ دانشمند
پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند

ایک وہ دن تھا کہ ہم ساتھ رہا کرتی تھی ۔ سائے کے طرح سے تم ہم سے نہ جدا کرتی تھی
دم بدم لطف و عنایات سوا کرتی تھی ۔ غیر ان باتوں سے کیا کیا نہ جلا کرتی تھی

اسقدر بادۂ غفلت کی کبھی جوش نہ تھی
تمہیں یاد تھی ہم تمکو فراموش نہ تھی

میری جان تم ہی تھی عاشق کی کبھی عاشق زار ۔ آدمی آتا تھا دن بھر میں بلانے سو بار
گرد پھرتے تھی جو پڑتی تھی کبھی ہم بیمار ۔ یہ اوس آغاز کا انجام ہوا آخر کار

وہی ہم ہیں کہ نہ اگلی سی محبت نہ وہ چاہ
آنکھ طوطے کے طرح پھیر لے اللہ اللہ

اک وہ دن تھا کہ نہ تھی نام سے رنجش کی خبر ۔ عیش و عشرت کی سوا دل میں نہ تھا غم کا گذر
کچھ عجب لطف محبت نے دکھایا تھا اثر ۔ شام سے پیار ہی کی باتوں میں ہوتی تھی سحر

باہم اس طرح سے دن رات بسر ہوتی تھے
ہای کس لطف سے اوقات بسر ہوتی تھے

بھولی چوکی جو کبھی ہو بھی گئی کچھ سے خفگی ۔ بی بی چین نہ آتا تھا تمہیں چار گھڑی
رنج بہلانے کو ہر بار زبان پہ تھا یہی ۔ کیوں جی کیا روٹھ گئے آنکھ ملاؤ تو ذری

وہ جو نہ لے وجہ بگڑنا ہی خدا خیر کرے
ہر گھڑی ناک پہ غصا ہی خدا خیر کرے

مجھسے الفت ہی عداوت ہی جفا شاہد ہی ۔ میری ہر بات شکایت ہی خدا شاہد ہی
لب ہلانا مرا آفت ہی خدا شاہد ہی ۔ مجھکو اس بات سے نفرت ہی خدا شاہد ہی

دل لگی کی بھی کوئی بات ہوئی روٹھ گئی
ابھی ہنستی تھی گھڑی بھر میں ابھی روٹھ گئی

اسقدر بھی نہیں انسان کو زیبا ہی غرور ۔ اپنی نزدیک بہت جانتی ہیں آپ کو دور
عقل تھوڑی سی کہیں مول لو سیکھو شعور ۔ آپ کی غمزۂ بیجا ہم اوٹھائیں کی ضرور

منہ لگانے کا یہ ثمرہ ہے اسے توبہ
کیا برا کام ہی توبہ ہے اسے توبہ
۵۲۱ه

خود سی باہر ہوئی جاتی ہین یہ اللہ کی شان — گرمیان ہمکو دکھاتی ہین یہ اللہ کی شان
آپ ہی مین نہین آتی ہین یہ اللہ کی شان — اولٹی ہم تمکو مناتی ہین یہ اللہ کی شان

فصد مین جا کر کہین کھلواؤ ذرا ہوش مین آؤ
بس بس اتنا ہی نہ اتراؤ ذرا ہوش مین آؤ
۵۲۲ه

قہقہہ مار کے کہنا کبھی سودا ہی چہ خوش — مرو وہی خیر ہی بیکار بکڑتا ہی چہ خوش
طرفہ قصہ ہی یہ غصہ ہی نرالا ہی چہ خوش — دیکھنا دیکھنا منہ کیسا بنا یا ہی چہ خوش

شکل بنواو یہ غمزہ ہے نیا سچ کہنا
رو ندینا کہین ای واہ ذرا سچ کہنا
۵۲۳ه

قدرت اللہ کی لڑتے ہین ذرا اور سنو — ای تری شان بگڑتی ہین ذرا اور سنو
ہم مناتے ہین یہ اکڑتے ہین ذرا اور سنو — دل سہی فقری ہی گھڑتی ہین ذرا اور سنو

بس بس اب غصے کو تھو کو مرا کہنا مانو
جاؤ منہ جا کے گڑھیا مین ذرا دہو ڈالو
۵۲۴ه

خیر اسی مین ہی کہا مانو چلے آؤ ادہر — آپ مین آؤ تو تھو آپ سی ات لسے باہر
کب سی بکتی ہین تمہین کچھ نہین کہنی کا اثر — آج اچھا کوئی آسیب چڑہا ہی سر پر

دیکھو میری ہی طبیعت نہ بگڑ جای کہین
دیکھو میں لینی کا دینا تو نہ پڑ جای کہین
۵۲۵ه

اچھا کس بات پہ بگڑی ہو زبان ہی تو کہو — کونسا جرم ہوا منہ سی تو اپنے پہوٹو
گھنگنیان منہ مین بھری بیٹھی ہو گونگے نہ بنو — سچ معلوم تو ہو اسچے بُری بولو تو

مجھسی کس امر مین بتلاسیے تقصیر ہوئی
نہین یہ بھی نہی آپسے تقصیر ہوئی